ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

سیرت نگاری میں ہندو مصنفین کی قلم آزمائی کے مقاصد

Objectives of Hindu Authors' Pens in Biography

Dr.Yasmin Nazir
Assistant Professor
Department of Islamic Studies The Government Sadiq College Women University Bahawalpur.
yasmin.nazir@gscwu.edu.pk
Samreen Ijaz
M.S Scholar Department of Islamic Studies The Government Sadiq College Women University Bahawalpur
samreenijaz86@gmail.com

Abstract

The attempts of Hindu authors in biographies may have had different purposes. Hindu writers seek to know and understand Islamic history and personalities. This interest broadens their cultural and historical consciousness. Hindu writers are interested in biographies to promote harmony and understanding between different religious faiths. This work promotes peace and brotherhood among religions. Some Hindu writers undertake biographies for scholarly and research purposes. Their research is based on a deep study of Islamic history and biography. Showing literary skills in biography can also be a goal. Hindu writers try to expand their skills in literary arts and write in different styles. Biography can be a medium of cultural exchange between Hindu and Muslim societies. This gives the two societies an opportunity to understand each other better. The aim of some Hindu writers is to bring Islamic history and biography to the general public so that people can get information about various religious figures. Explain the various reasons for engaging in biographies and highlight the importance and usefulness of his work.

سیرت نگاری میں ہندو مصنفین کی قلم آزمائی کے مختلف مقاصد ہو سکتے ہیں۔ ہندو مصنفین اسلامی تاریخ اور شخصیتوں کے بارے میں جاننے اور انہیں سمجھنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ یہ دلچسپی ان کے ثقافتی اور تاریخی شعور کو وسیع کرتی ہے۔ ہندو مصنفین مختلف مذہبی عقائد کے درمیان ہم آہنگی اور افہام و تفہیم کو فروغ دینے کے لیے سیرت نگاری میں دلچسپی لیتے ہیں۔ یہ کام مذاہب کے مابین امن اور بھائی چارے کو تقویت دیتا ہے۔ بعض ہندو مصنفین سیرت نگاری کو علمی اور تحقیقی مقاصد کے تحت انجام دیتے ہیں۔ ان کی تحقیق اسلامی تاریخ اور سیرت پر گہرے مطالعہ کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ سیرت نگاری میں ادبی مہارت دکھانا بھی ایک مقصد ہو سکتا ہے۔ ہندو مصنفین ادبی فنون میں اپنی مہارت کو بڑھانے اور مختلف انداز میں لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیرت نگاری ہندو اور مسلمان معاشروں کے درمیان ثقافتی تبادلے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس سے دونوں معاشروں کو ایک دوسرے کو بہتر طریقے سے سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ بعض ہندو مصنفین کا مقصد اسلامی تاریخ اور سیرت کو عام عوام تک پہنچانا ہوتا ہے تاکہ لوگ مختلف مذہبی شخصیات کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔ یہ مقاصد ہندو مصنفین کے سیرت نگاری میں شامل ہونے کی مختلف وجوہات کو بیان کرتے ہیں اور ان کے کام کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت ور ہنمائی کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ابنیائے کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ ابتدائے کائنات سے لے کر زمانہ حاضر تک ہزاروں مصلحین و مدبرین، فلاسفر و حکماء، سیاست دان و سائنسدان، واعظین و مقررین، مقننین و منتظمینِ سلطنت، انسانیت کی خیر و بھلائی چاہنے والے، فلاح و بہبود کا کام کرنے والوں کے بڑے بڑے نام ابھرے، مقبولیت ملی، مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ شہرت و ناموری جاتی رہی۔ لیکن ایک ہستی جو منتخبِ ذاتِ الٰہ ہے، جو محبوبِ کبریا ہے، جو باعثِ بنائے تکوینِ کائنات ہے، جن کی زبانِ اقدس سے نکلنے والا ہر لفظ معرفت و حکمت کا گنجِ لامتناہی ہے، جو قیامت تک کے لیے انسانیت کا رہنما ہے، جن کی ہمہ گیر شخصیت کی سیرتِ طیبہ نے انسانی سماج پر ہمہ گیر اور جاوداں اثرات مرتب فرمائے۔ جن کہی ہوئی ہر بات جاوِداں، جن کا کیا ہوا ہر عمل جاوِداں الغرض جن کی سیرتِ طیبہ اور اسوہِ حسنہ بھی جاوِداں، صرف یہ نہیں جو بھی جس دور میں، جس زمانے میں کسی صورت میں آپ ﷺ سے جڑا اس کے نام کو شہرت، بامِ عروج اور جاوِدانی و ہمیشگی نصیب ہوئی۔ سید ناصر حسین چشتی نے کیا خوب کہا ہے:

تیرے نام نے دی ہے میرے نام کو عظمت

تیرا نام ساتھ ہو تو میرا نام جھومتا ہے[i]

اسی طرح بڑے بڑے قلم کار اپنی تحریر اور نام کو دوام و ہمیشگی بخشنے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر قلم اٹھاتے رہے۔ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم خصوصاً ہندو قلم کار بھی اس کارِ تحریر میں پیچھے نہ رہے۔ گو کہ ہندو مصنفین کی نیتیں ٹھیک نہ **تھیں** اور نہ ہی ان کی تصانیف علمی درجے تک پہنچ پاتی ہیں۔ پھر بھی یہ جاننا ضروری ہے کہ ان کے مقاصد و مطالب، قابلِ تعریف خصوصیات، معائب اور وجوہات کیا تھیں جن کے پیشِ نظر وہ سیرت النبی ﷺ جیسے مقدس کام پر قلم اٹھاتے رہے۔ اس ضمن میں سیرت النبی ﷺ پر ہندو مصنفین کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1. سیرت نگاری میں معتدل ہندو مصنفین کے مقاصد
2. سیرت نگاری میں متعصب ہندو مصنفین کے مقاصد

اس کے علاوہ سیرت نگاری میں معتدل ہندو مصنفین کے مقاصد کو بیان کرنے کے ساتھ ان کی قابلِ تعریف خصوصیات بیان کی جائیں گی، اسی طرح سیرت نگاری میں متعصب ہندو مصنفین کے مقاصد کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے عیوب و نقائص کو بھی احاطہِ تحریر میں لایا جائے گا۔

1۔ سیرت نگاری میں معتدل ہندو مصنفین کے مقاصد

1820ء سے لے کر 1925ء تک مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان نہایت سخت مذہبی کشمکش کا دور تھا۔ خطہِ ہند کا امن وامان ہچکولے کھا رہا تھا۔ اس کے پیچھے کچھ ہندو تحریکیں اور تنظیمیں کارفرما تھیں۔ ان میں "حرکتِ عمل، سماج تحریک، اکھل بھارتیہ ہندو مہاسبھا، شدھی سنگھٹن اور آر ایس ایس "بطور خاص متحرک تھیں۔ جن کے زیر اثر اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے خلاف ہتک آمیز کتب و رسائل کا سلسلہ جاری تھا۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان محاذ آرائی کا دروازہ کھل گیا تھا یہاں تک شہر شہر میں مناظرے شروع ہو گئے تھے۔ اس صورت کو قابو کرنے کے لیے مسلم سیرت نگاروں کے ساتھ ساتھ معتدل ہندو مصنفین بھی میدان میں آئے گو کہ ان کی کتب علمی درجے کو نہیں پہنچ سکتیں پھر بھی ان کی دلچسپی کی چند وجوہات و مقاصد کو بیان کیا جا رہا ہے:

اول: اقدارِ مشترکہ کی بنا پر اسلام کو قبول کیا جائے۔

جب ہندو مفکرین و مصنفین نے پیغمبرِ اسلام کی سیرتِ طیبہ کو جاننے کی سعی کی تو انگشت بدنداں ہو گئے کہ 23 سال کے مختصر سے عرصہ میں ہادیِ برحق ﷺ نے توحید و رسالت کے پرچار کے ساتھ ساتھ سماج سے برائیوں کو مٹانے اور نیکیوں کی طرف راغب کرنے کا ایسا انقلاب بپا کیا کہ سب کے سب ایک ماتما پر ایمان لے آئے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ویدک مذاہب فلسفہِ توحید کے قریب تر ہیں۔ اس قدرِ مشترک کے باعث ایک دوسرے کو قبول کیا جائے۔

دوم: دوسرے مذاہب کی طرح اسلام کا بھی احترام کیا جائے

وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ایک ایسا انقلابی پیغمبر جس نے انسانوں کو غلام بنانے، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے، عورتوں کی تذلیل جیسی سماجی برائیوں کو دور کیا۔ جس نے انسانیت کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتے ہوئے دوسرے مذاہب کا احترام کرنا بھی سکھایا۔ ہندو سیرت نگار چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کو چاہیے کہ وہ بھی اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کا احترام کریں۔

سوم: ہندو مسلم تضادات کا خاتمہ اور امنِ عالم کی بحالی

ہندو مفکرین و مصنفین یہ سمجھتے ہیں کہ مذہبی یکجہتی اور بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے پیغمبرِ اسلام ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر فراخ دلی سے لکھا جائے۔ ان کی اچھی تعلیمات کا صدقِ دل سے اعتراف کر کے ہندو مسلم تضادات کو ختم کیا جائے اور امنِ عالم کو بحال کیا جائے۔

چہارم: اسلام کے خلاف غلط فہمیوں کے ازالے کی کوشش

معتدل ہندو مصنفین نے پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق آریہ سماجیوں، مہابھائیوں اور شدھیوں کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے سیرتِ رسول ﷺ کے ذریعے اسلامی تعلیمات کو متعارف کرانے کی کوششیں کیں۔

پنجم: حیاتِ جاودانی کا حصول

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو قیامت تک کے لیے دوام بخشا گیا ہے۔ جس جس نے سیرتِ طیبہ پر قلم اٹھائی وہ بھی ابد تک جاوِداں ہو گئے۔ لہٰذا ہندو مصنفین نے اپنے کام اور نام کو بعد از مرگ زندہ رکھنے کے لیے سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کو لکھنے کی کوششیں کیں۔

سیرت نگاری میں معتدل ہندو مصنفین کی قابلِ تعریف خصوصیات

سیرت نگاری کے باب میں ہندو مصنفین کی کتب درج ذیل قابلِ تعریف خصوصیات کی حامل ہیں:

1. کتب کی تحریر میں اردو نثری ادب کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔
2. تاریخی حقائق کو بیان کرنے کے لیے کتبِ تاریخ وسیرت سے استفادہ کیا گیا ہے۔
3. زبان میں سلاست روانی اور دل آویزی کے ساتھ ساتھ مبالغہ آرائی اور تصنع سے گریز کیا گیا ہے۔
4. کتب میں بیشتر واقعات مستند روایات کی بنیاد پر منتخب کئے گئے ہیں۔
5. سیرت نگاری کے بیشتر لوازمات واصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کتب کو لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔
6. اپنے انداز کی ندرت وجدت کے اعتبار سے اردو زبان وادب میں سرمایہ فخر تصور کی جاتی ہیں۔
7. کتب میں جا بجا مسلمانوں کو جھنجوڑا گیا ہے کہ ان کے خوابیدہ ،افسردہ، بے حِس اور منجمد دلوں میں احساسات تازہ کے جائیں۔
8. بیشتر کتب کو کسی فرد، بشر یا کسی قوم کی خوشنودی کی خاطر یا اپنے ضمیر کو دھوکا دینے کے لیے نہیں لکھا گیا۔
9. ان میں یہ بتانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ بنی نوعِ انسان کے لئے قابل اتباع اور نظام حیات کا عملی نمونہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہے۔
10. کتب میں سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام اور حضور نبی کریم ﷺ کے مابین شریعت کے اختلافات وموافقات کو بیان کیا گیا ہے۔
11. حضور نبی کریم ﷺ کا مشن کیا تھا؟ کیا دشواریاں پیش آئیں؟ کیا آسانیاں فراہم ہوئیں؟ وغیرہ کو احاطہ تحریر میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔
12. حضور نبی کریم ﷺ کے بہت سے خصائص ومحاسن کو خوبصورت پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔
13. مسخ شدہ تاریخی حقائق سے آگاہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔
14. ولادت مصطفیٰ ﷺ سے لے کر وصال کبریا تک تمام تر واقعات کو سن کا لحاظ کرتے ہوئے ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔
15. حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو بیشتر مقامات پر عصر حاضر سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
16. تمام مذاہب کے پیروکاروں خصوصاً مسلمانوں کو سیرتِ نبوی ﷺ کی پیروی پر زور دیا گیا ہے۔
17. لچھے دار انشا پردازی کی بجائے تمام معلومات کی صحت پر زور دیا گیا ہے۔
18. چند ایک مقامات پر حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا دفاع کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔
19. لفظی ومعنوی تصنع، عبارت آرائی، مضمون آفرینی، قیاس آرائیوں، اور بے سروپا باتوں سے پرہیز کیا گیا ہے۔
20. مذاہبِ عالم خصوصاً عیسائیت اور ہندوازم کا اسلام کے ساتھ غیر متعصبانہ اور شفاف تقابل کر کے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے نمایاں پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔
21. عصرِ حاضر کے ترقی یافتہ ممالک خصوصاً یورپ اور امریکہ کو اسلام کے معاشی نظام کو اپنانے کا پیغام بھی دیا گیا ہے۔

2۔ سیرت نگاری میں متعصب ہندو مصنفین کے مقاصد

حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ نے خالص اسلامی عقائد، صالح نظامِ عمل اور بلند انسانی کردار کے اثر ونفوذ میں اساسی اور تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ سیرت نگاری کے میدان مسلم سیرت نگاروں نے صرف تصانیف وتالیفات پر زور نہیں دیا اور نہ ہی صرف مضامین وواقعاتِ سیرت کو جمع کیا، بلکہ آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ سے جذباتی وابستگی کے باوجود اس بات کا لحاظ کیا جو کچھ لکھا جائے مستند مآخذ سے لکھا جائے۔ نہایت احتیاط سے کام لیتے ہوئے پیغمبرِ اسلام کی سیرتِ طیبہ کو جمع کیا۔ بلا افراط وتفریط،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

بغیر کسی مبالغہ آمیزی کے آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی حفاظت کے لیے "اسماء الرجال" جیسے عظیم الشان فن کی بنیاد ڈالی۔ جس کی بدولت تقریباً پانچ ہزار اہلِ علم ہستیوں کے مستند حالاتِ زندگی صرف اس وجہ سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ جن کا کسی نہ کسی حوالے کی بنا پر سیرت نگاری سے تعلق رہا ہے۔ اسی طرح علم روایت اور علم الاسناد جو کہ خالص مسلمانوں کا کارنامہ ہے۔ الغرض ہم یوں کہہ سکتے ہیں مسلمانوں نے تصنیف و تالیفِ سیرت نگاری میں باوثوق آخذ کے لحاظ سے فنِ سیرت کا بلند پایہ اور ناقابلِ تردید معیار قائم کیا۔ اس کے برعکس سیرت نگاری کے میدان میں ہندو مصنفین کا آپ ﷺ سے عقیدت، محبت، غیر جانبدارانہ، معاندانہ یا کوئی اور تعلق بھی ہو۔ ان کا مجموعی اسلوبِ نگارش سوانح عمری سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ کہیں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر سیرت نگاری کے علم سے ناواقفیت نے حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے درمیان ایسے دبیز پردے حائل کیے رکھے جن کی وجہ سے ہندو مصنفین کا کوئی مستند، تاریخی، علمی اور تحقیقی کام سامنے نہیں آسکا۔ ان سے اصل مصادر تک رسائی کا فقدان اور پیش رو مصنفین پر اندھا اعتماد جیسی غلطیاں مرتکب ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ ہندو مصنفین نے حسد، بغض و عناد، نفرت اور ذاتی رائے کے اظہار کے لیے سیرت نگاری کا سہارا لیا۔ اس ضمن میں ان کے مقاصد حسب ذیل تھے:

اول: مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھیلا جائے

برصغیر پر مسلمانوں نے تقریباً ایک ہزار سال تک حکومت کی۔ مسلمانوں کی اس ہزار سالہ دورِ حکومت میں ہندو مغلوب تھے۔ پے در پے مسلمانوں کے خلاف مسلح بغاوت بھی کرتے رہے۔ ہر بار انہیں شکست و ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا۔ ہندوؤں نے ایسی تحریکیں چلائیں جن میں تحریر و تقریر دونوں کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا۔ عقائد اسلام اور مصادر و اسلام کو غلط اور بے بنیاد ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ برصغیر میں مسلمانوں کے زوال و انحطاط کے بعد ہندوؤں کو جب بھی موقع ملا انہوں نے انگریز کی آشیر باد میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے خلاف کذب و افترا سے بھرپور کتابیں لکھیں۔ وہ کتابیں جو بر بنائے بغض و عناد تحریر کی گئیں۔ ان میں 1882ء میں دیانند سرسوتی اور 1897ء میں پنڈت لیکھ رام اور دیگر مصنفین کی متعدد تصانیف ملتی ہیں۔ جن کی اشاعت سے مسلمانوں کے ایمانی و جبی جذبات مجروح ہوئے۔ علماءِ حق نے ان تصنیفات کے جوابات بھی دیے۔[ii]

دوم: پیغمبرِ اسلام ﷺ کو محض ایک مصلح کی حیثیت سے پیش کیا جائے

اکثر و بیشتر ہندو مصنفین نے حضور نبی کریم ﷺ کا حیاتِ طیبہ کا مطالعہ ایک پیغمبر یا رسول کی حیثیت سے نہیں کیا بلکہ ایک رہنما اور معاشرتی مصلح کے طور پر کیا ہے جو ایک خاص علاقے میں خاص حالات کے پیشِ نظر آتا ہے اور معاشرتی اصلاحات کے ذریعے لوگوں کے دِلوں میں اپنی جگہ بناتا ہے۔ اسی نظریے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی پیغمبرانہ شان اور عظمت و جلالت کے اظہار کو کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس نظریے کے حامی "پنڈت گیانند" ہیں جس نے اپنی تصنیف "حضرت محمد کا آورش (اسوہِ حسنہ)" میں رقمطراز ہیں:

"اب آؤ! ادھر دھیان دیں کہ عرب کی وادی پر جہاں لوگ سسک رہے ہیں، اپنی رسوم و رواج کھو بیٹھے ہیں، جن کی بیٹیاں پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دی جاتی ہیں، عرب کے باسیوں نے آسمانوں کی جہنم کو زمین پر اتار لیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے تیرہ سو سال پہلے ایسی جہالت میں گم گشتہ معاشرے کو تہذیب و تمدن سکھانے کون آیا تھا۔۔۔؟ ایک خاص خطے پر کون سا مسیحا آیا تھا۔۔۔؟ جس نے یکایک برائی کو بھلائی میں بدل دیا، انسانیت سوز رسوم و رواجات کو یکسر تبدیل کر دیا۔ اس خاص خطہِ ارضی پر ایک مصلح (محمد ﷺ) آیا تھا۔"[iii]

سوم: سیرت النبی ﷺ کو قصہ گوئی اور افسانہ نگاری تک محدود کر دیا جائے

ہندو مصنفین میں چند ایسے سیرت نگار ہیں جن کا اسلوب دلکش اور انداز دِل کو موہ لینے والا ہے، جبکہ اکثریت ایسی ہے جنہوں نے قصہ گوئی اور افسانہ نگاری کی طرز پر حضور نبی کریم ﷺ کے حالاتِ زندگی (ولادتِ باسعادت سے لے کر وصالِ کبریاء تک) کو ایک کہانی اور افسانہ نگاری کی صورت میں پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں سوامی لکشمن پرشاد، جی ایس دارا، بے کے نارائن اور بابو کنج لال اپنے اسلوب اور منفرد انداز کی بدولت دوسرے سیرت نگاروں سے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

چہارم: جذبہِ عقیدت و محبت کے پردے میں سیرت النبی ﷺ کی تقلید کو کم کیا جائے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

سیرت النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر بعض ہندو مصنفین کی ایسی تحریریں موجود ہیں جہاں جذبہ عقیدت و محبت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ سیرتِ طیبہ پر عمل کرنے کو ثانوی جزو قرار دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے محبت بے حد ضروری ہے اعمال میں کمی ہے تو کوئی بات نہیں، بخشش کا پروانہ مل جائے گا۔ جس طرح امرناتھ کہتا ہے:

تجھے گر نہ پکاروں تو پکاروں کس کو اے ہادی
سوائے تیرے، میرے ہندو کو دے کون آزادی

توہی باعث عزت، توہی شافعِ امت ہے
مشقِ عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے؟[iv]

پنجم: قرآنِ مجید کے وحی الٰہی ہونے میں تشکیک پیدا کی جائے

پہلی وحی کے نزول کے بعد یہود و نصاریٰ نے قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے میں شکوک و شبہات کا اظہار کرنا شروع کر دیا تھا اسی طرح غیر مسلموں میں سے ہندو مصنفین نے اسی روش کو اپناتے ہوئے قرآن مجید کے وحی الٰہی میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ پہلی وحی کے سلسلے میں شردھے پرکاش دیو لکھتے ہیں:

"بعض مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فرشتہ کوئی نہیں آیا صرف پیغمبر کے دل میں ہی یہ القاء ہوا تھا اور خود بخود ان کی زبان سے (سورۃ العلق) کی ابتدائی پانچ آیتیں نکلی تھیں۔"[v]

حالانکہ کوئی بھی مسلمان ایسا عقیدہ نہیں رکھتا۔ تمام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر وحی بذریعہ جبریلِ امین نازل ہوئی تھی۔ اسی طرح پہلی وحی کے نزول کے بعد حضور نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اضطرابی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے سندر لال نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"خدیجہ مجھے کیا ہو گیا ہے میں پاگل تو نہیں ہو گیا۔"[vi]

سندر لال کے مذکورہ بالا الفاظ صریحاً غلط ہیں، نجانے موصوف نے کہاں سے نقل کیے ہیں۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے اصل الفاظ یوں نقل کیے ہیں۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

لقد خشيت على نفسی[vii]

"مجھے اپنی جان کا ڈر ہے"

ششم: نسب محمدی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں ابہام پیدا کرنا

ہندو مصنفین نے بلا ثبوت عبارات اور ذاتی خیال آرائیوں کو سیرت میں ڈالنے کی ناعاقبت اندیش سعی کی ہے۔ ان کی کوشش رہی ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذاتِ مقدسہ کو ہدف و تنقید کا نشانہ بنایا جائے۔ اسی طرح انہوں نے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نسب کو مبہم بنانے کی بھی کوشش کی ہے۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پیدائش کے متعلق شردھے پرکاش دیو کا بیان ملاحظہ ہو:

"عبد اللہ بن عبد المطلب نے 24 برس کی عمر میں آمنہ بنت وہب سے شادی کی اور آمنہ کا نخلِ مراد سر سبز نہ ہوا تھا کہ عبد اللہ کو سفر شام میں ایک تجارتی قافلے کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا اور واپسی پر یثرب (مدینہ) میں راہِ بقا اختیار کی۔ اس زمانہ میں جب کہ واقعہ فیل کو 45 روز ہوئے تھے 12 ربیع الاول بمطابق 29 اگست 570ء کو حضرت محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پیدا ہوئے۔"[viii]

یہاں مصنف نے "نخلِ مراد" کا معنی بطن مبارک مراد لیا ہے۔

اسی طرح گوبند سیٹھی کا بیان دیکھیے:

"حضرت محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے والدِ بزرگوار حضرت عبد اللہ نے 24 برس کی عمر میں شادی کی، ابھی حضرت محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمنہ بنت وہب کے نخل میں نہیں آئے تھے کہ وہ ملکِ شام میں تجارت کی غرض سے روانہ ہو گئے واپسی پر مدینہ میں ہی قضا کر گئے۔ حضرت محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 12 ربیع الاول بمطابق 29 اگست 570ء سوموار کی صبح کو پیدا ہوئے۔"[ix]

ہفتم: عقیدۂ ختمِ نبوت کو جھٹلانا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ختم نبوت مسلمانوں کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ قیامت تک کے لیے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ یعنی تا قیامِ قیامت حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت ہی رہے گی۔ قربِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر اور حضرت امام مہدی علیہ السلام جیسے سید زادے کا نزول ہو گا تو یہ مقدس ہستیاں حضور نبی کریم ﷺ کا کلمہ پڑھیں گے۔ دینِ اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ ہندو مصنفین نے مسلمانوں کے اس مسلمہ عقیدے (عقیدہِ ختم نبوت) کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے۔

امر سنگھ رام نے اپنی کتاب "تکذیبِ قادیانی" میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت بیان کی جس میں اس نے لفظِ "لا" کا اضافہ کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے:

"قولوا انہ خاتم النبیین ولا قولوا انہ لا نبی بعدہ"(x)

"یہ کہو کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں یہ نہ کہو ان کے بعد کوئی نبی نہیں"

اس عبارت کو کسی قابلِ ذکر محدث نے بیان نہیں کیا البتہ امام جلال الدین سیوطی "الدر المنثور" میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ روایت ضعیف ترین ہے اور اس کی سند مجہول ہے"۔(xi)

اسی طرح اس عبارت کو ابو الاعلیٰ مودودی نے "تفہیم القرآن" میں مجمع البحار سے نقل کیا ہے۔ اس کی سند کو مجہول قرار دیتے ہوئے موضوع قرار دیا ہے۔(xii)

ہشتم: معجزات کا انکار کرنا

معجزات خاصہ نبوت ہوتے ہیں، کسی پیغمبر یا رسول نے اس کائناتِ ارضی میں اظہارِ معجزات کے بغیر فریضہِ رسالت ادا نہیں کیا۔ قرآن مجید میں 25 انبیائے کرام کے معجزات بیان ہوئے ہیں۔ کلامِ الٰہی نے سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی تعداد 09 بتائی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو سراپا معجزہ رسول بنا کر بھجا ہے۔ معجزہِ معراج کے علاوہ اور بھی معجزات قرآن مجید، کتبِ سیرت اور کتبِ احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس ہندو مصنف پنڈت سندر لال لکھتے ہیں:

"محمد صاحب نے اپنی زندگی بھر کبھی کوئی کرامت، معجزہ، یا چمتکار دکھایا اور نہ دکھا سکنے کا دعویٰ کیا۔"(xiii)

اوپر بیان کردہ مقاصد کے علاوہ متعصب ہندو مصنفین کے درج ذیل یہ مقاصد بھی سیر نگاری میں کار فرما تھے:

1. مسلمانوں کی اجتماعی ساکھ کو ختم کرنا، فرقہ واریت پیدا کر کے غلبہ حاصل کرنا۔
2. اسلامی فقہ کی وقعت کو کم کرنا اور اسے رومن فقہ باور کرانا۔
3. مسلمانوں کے عقائد کی تردید کرنا۔
4. مسلمانوں کو ہندو اور لادین بنانے کی کوشش کرنا۔
5. علمی و فکری میدان میں مسلمانوں کو شکست دے کر ان کی سیاسی بالادستی کو ختم کرنا
6. اسلامی تہذیب و تمدن میں خامیاں نکال کر اس کو کمزور اور مغلوب کرنا۔
7. مسلمانوں کا رشتہ اپنے پیغمبر ﷺ اور ان کے لائے ہوئے دین سے توڑنے کی کوشش کرنا۔
8. متقابلانہ اور مناظرانہ کتب لکھ کر مذہبی منافرت پیدا کرنا، وغیرہ ان کے بڑے مقاصد تھے۔

سیرت نگاری میں متعصب ہندو مصنفین کے عیوب و نقائص

متعصب ہندو مصنفین کی تحریروں میں واضح تعصب پایا جاتا ہے، جو حقائق کو مسخ کر کے پیش کرتا ہے۔ وہ اپنی مذہبی یا قومی وابستگی کے سبب واقعات اور شخصیات کے بارے میں غیر معروضی رائے قائم کرتے ہیں۔ یہ مصنفین حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں تاکہ ان کی مخصوص نظریات کی تائید ہو۔ وہ بعض اوقات تاریخی واقعات کو بڑھا چڑھا کر یا کم کر کے بیان کرتے ہیں۔ متعصب مصنفین کی تحریریں دوسرے مذاہب اور قوموں کے خلاف نفرت اور دشمنی کو فروغ دے سکتی ہیں۔ وہ اکثر دوسرے

گروہوں کو منفی انداز میں پیش کرتے ہیں اور فرقہ وارانہ تنازعات کو بڑھاوادیتے ہیں۔ن کی تحریروں میں تحقیقی معیار کی کمی ہوتی ہے۔وہ عموماً معتبر ذرائع اور مستند حوالوں کا استعمال نہیں کرتے اور اپنی تحریریں غیر مصدقہ مواد پر مبنی ہوتی ہیں۔متعصب مصنفین کی تحریریں یک طرفہ ہوتی ہیں، جس میں صرف ان کی پسندیدہ شخصیات یا واقعات کو مثبت انداز میں پیش کیا جاتا ہے جبکہ دوسروں کو منفی انداز میں۔یہ مصنفین مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان مفاہمت اور ہم آہنگی کی بجائے تنازعہ اور اختلافات کو اجاگر کرتے ہیں۔ان کی تحریریں معاشرتی ہم آہنگی کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ان کی تحریریں عموماً ادبی اور فنی لحاظ سے کمزور ہوتی ہیں۔ان کا مقصد زیادہ تر پروپیگنڈہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ان کی تحریروں میں ادبی حسن اور گہرائی کی کمی ہوتی ہے۔ہندو مصنفین کی طرف سے جو کتبِ سیرت معاندانہ انداز میں لکھی گئی ہیں وہ تو خیر جھوٹ کا پلندہ ہی ہیں لیکن جو کتب عقیدت و محبت اور بین المذاہب ہم آہنگی کے پیشِ نظر لکھی گئی ہیں ان میں بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا شما معائب و نقائص میں ہوتا ہے۔جن کا وجود ان کی کتب میں ملتا ہے۔چند ایک معائب و نقائص ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں۔سیرت نگاری میں متعصب ہندو مصنفین کے کچھ عیوب و نقائص یہ ہیں:

1. ناقابلِ اعتبار روایتیں بیان کی گئی ہیں۔
2. ذاتی قیاسات اور فرضی نتائج کو جگہ دی گئی ہے۔
3. سیاق وسباق اور عربوں کے خاص حالات کو نظر انداز کر کے واقعاتِ سیرت قلمبند کیے گئے ہیں۔
4. پیش رو مصنفین پر اندھا اعتماد کیا گیا ہے۔
5. سیرت کی کتب کو محض سوانح عمری (بائیو گرافی) سمجھ کر لکھا گیا ہے۔
6. بہت سے واقعات کو بنیادی و ثانوی مصادر کا حوالہ دیے بغیر نقل کیا گیا ہے۔
7. مسلم سیرت نگاروں کے علاوہ زیادہ تر غیر مسلم خصوصاً مستشرقین کی کتب کے حوالوں کو کوٹ کیا گیا ہے۔
8. عربی زبان سے ناواقفیت کی بنا پر قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور دیگر عربی عبارات کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے۔
9. حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے آداب کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا گیا۔
10. ہندو مسلم تضادات کے خاتمے کے پیشِ نظر اسلام کو غیر الہامی دین بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
11. عمداً یا سہواً املاء کی غلطیوں کی بھرمار کی گئی ہے۔مثال کے طور پر واقدی کو وقیدی لکھ دینا وغیرہ

خلاصہِ بحث

سیرت نگاری کے میدان میں ہندو مصنفین کا آپ ﷺ سے عقیدت، محبت، غیر جانبدارانہ، معاندانہ یا کوئی اور تعلق بھی ہو۔ان کا مجموعی اسلوبِ نگارش سوانح عمری سے آگے نہیں بڑھ سکا۔کہیں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر سیرت نگاری کے علم سے ناواقفیت نے حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے درمیان ایسے دبیز پردے حائل کیے رکھے جن کی وجہ سے ہندو مصنفین کا کوئی مستند، تاریخی، علمی اور تحقیقی کام سامنے نہیں آسکا۔ان سے اصل مصادر تک رسائی کا فقدان اور پیش رو مصنفین پر اندھا اعتماد جیسی غلطیاں مرتکب ہوئی ہیں۔اس کے علاوہ ہندو مصنفین نے حسد، بغض و عناد، نفرت اور ذاتی رائے کے اظہار کے لیے سیرت نگاری کا سہارا لیا۔

حوالہ جات

i ۔سید ناصر حسین چشتی،(اپریل2010ء)،ضیائے مدینہ،لاہور،نوریہ رضویہ پبلیکیشنز،ص:23

ii ۔ثناء اللہ،ڈاکٹر،(جولائی،2019ء)،برصغیر کے غیر مسلم سیرت نگاروں کا ناقدانہ جائزہ،لاہور،ہزارہ اسلامکس سنٹر۔

iii ۔پنڈت گیانند،(1969ء)،حضرت محمد کا آورش،لاہور،مکتبہ تعمیرِ انسانیت،ص:13

iv ۔شوق،امرناتھ،مدنی موہن،ص:04

v ۔شردھے پرکاش دیو،حضرت محمد ﷺ صاحب بانیِ اسلام،ص:29

vi ۔سندر لال،حضرت محمد ﷺ اور اسلام،ص:153

vii ۔بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،کتاب:بدء الوحی،باب:کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ،لبنان،بیروت،دارالفکر،25:1،رقم:03

viii ۔شردھے پرکاش دیو،حضرت محمد ﷺ صاحب بانی اسلام،ص:17

ix ۔گوبند سیٹھی،چار مینار،ص:119

x ۔امر سنگھ رام،تکذیبِ قادیانی،ص:2

xi ۔سیوطی،عبدالرحمن بن الکمال جلال الدین،الدر المنثور فی التفسیر الماثور،بیروت،دارالفکر،210:6

xii ۔مودودی،ابوالاعلیٰ،تفہیم القرآن،144:4

xiii ۔سندر لال،حضرت محمد اور اسلام،ص:193